# مخالفین احمدیت
## کے بارہ میں جماعت احمدیہ کو نصیحت

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# مخالفین احمدیت

## کے بارہ میں جماعت احمدیہ کو نصیحت

(فرمودہ جولائی ۱۹۲۵ء)

میری طبیعت کل سے کچھ ناساز ہے۔ اس وجہ سے میں نے ہدایت کی تھی کہ بجائے میرے بعض اور دوست تقریریں کر دیں اور میں صرف جلسہ میں اس غرض کے لئے شریک ہو جاؤں گا کہ ان ایام میں جو دوست باہر سے تشریف لائے ہیں اور جنہیں پہرہ وغیرہ کاموں کی وجہ سے ملاقات کا موقع نہیں ملا ان کو ملاقات کا موقع مل جائے۔ اب بھی میرے سینہ میں درد ہے اس لئے میں زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ چونکہ بالکل خاموش رہنے سے بھی پوری ملاقات نہیں ہوتی اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند منٹ میں کچھ بیان کروں جس میں خصوصیت کے ساتھ دوستوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاؤں تا وہ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور برکتوں اور انعامات سے محروم نہ رہیں جو ان فرائض کی ادائیگی پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کی پاک جماعتوں کے لئے ہی مقدر کئے گئے ہیں۔

### راستی کی مخالفت

میرے نزدیک سچائی کی مخالفت کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر انسان اپنے نفس میں پاکیزگی اور طہارت، اخلاص اور محبت پیدا کرلے اگر صداقت اور راستی کے حامل پوری پوری اس بات کی طرف توجہ کریں کہ خدا تعالیٰ سے ان کو کامل پیار اور مخلوق خدا سے کامل محبت ہو تو میرے نزدیک صداقت اور راستی ایک ایسا حربہ ہے جو ہزاروں پردوں کو چیر کر سینوں کے اندر داخل ہو جاتی ہے اور کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی خواہ کیسے ہی مضبوط قلعے ہوں اور کیسی ہی سخت دیواریں کیوں نہ ہوں۔ صداقت اور راستی ایک ایسا

بھالا یا نیزہ ہے کہ کوئی ڈھال اس کو روک نہیں سکتی کیا یہ واقعہ نہیں کہ بہت سے ایسے لوگ جو سخت سے سخت صداقت کے دشمن ہوئے ہیں اور شب و روز اس کے مٹانے میں مصروف رہے ہیں ان پر بھی بالآخر صداقت نے ایسا اثر کیا کہ وہ اس کے گرویدہ ہو کر سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہمیں اس سلسلہ میں بھی بکثرت ایسے آدمی نظر آتے ہیں جو ایک وقت سلسلہ کے شدید ترین دشمن تھے اور اپنے بُغض و عِناد میں جو ان کو سلسلہ سے تھا حد سے بڑھے ہوئے تھے لیکن ایک چھوٹے سے کلمہ نے ہی ان کے قلب پر ایسا اثر کیا کہ گویا ان کو ذبح کر ڈالا اور انہوں نے اپنی ساری عمر پشیمانی میں گزاری اور افسوس کرتے رہے کہ کیوں وہ اس قدر صداقت کی مخالفت کرتے رہے۔ پس اگر ہماری اپنی اصلاح ہو اور ہمارے قلب صاف ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی محبت اور مخلوق خدا کی ہمدردی ہمارے اندر جوش مارنے لگ جائے تو یقیناً کسی مخالف کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ ان کی مخالفت ہمارے کام اور ہمارے مقصد میں بڑی بھاری معاون ہو سکتی ہے۔

## مخالفین کی مخالفت کس طرح ہماری معاون بن سکتی ہے

ابھی کل پرسوں ہی کی بات ہے۔ ایک شخص کا مجھے خط پہنچا ہے۔ وہ نئے احمدی ہوئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ مجھے سلسلہ حقہ کی طرف راہنمائی مولوی ثناء اللہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں ان کے اخبار کا خریدار تھا اور بہت غور اور توجہ سے اس کو اور ان کی دیگر کُتب کو پڑھتا تھا لیکن میرے اندر کوئی تعصب نہیں تھا۔ احقاق حق میرے مدنظر تھا۔ جوں جوں میں ان کتابوں کو پڑھتا تھا۔ مجھے ان کے کلام میں جا بجا ہنسی، تمسخر اور فریب نظر آتا تھا۔ تب میں نے خیال کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی گدی کے وارثوں سے تو ایسی حرکات سرزد نہیں ہو سکتیں۔ اگر ان کے اندر یہی تقویٰ اور یہی شرافت رہ گئی ہے تو پھر یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ دیکھو دل کی پاکیزگی اور طہارت صداقت کی طرف کس طرح انسان کو کھینچ کر لے آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ السَّلاَمُ کے پاکیزہ دل سے نکلی ہوئی صداقت نے اس کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ مخالفین کی مخالفت اس اثر کو مٹا نہ سکی اور پاکیزہ دل سے نکلی ہوئی صداقت نے اپنا کام کر کے ہی چھوڑا۔

## قلوب کی اصلاح کامیابی کی جڑ ہے

پس اسلام کی اور سلسلہ کی سچی خدمت تبھی ہو سکتی ہے کہ ہم پہلے اپنے قلوب کی اصلاح کریں۔ خدا تعالیٰ کی محبت ہمارے اندر پیدا ہو اور عام مخلوق کی ہمدردی ہمارے اندر جوش

مارے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ وہ صداقت اور راستی کے سچے حامل بن سکیں۔

## رسول اور دوسرے لوگوں میں فرق

قرآن کریم میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمانہ میں رسالت کے لئے خدا تعالیٰ بندوں میں سے کسی ایک بندے کو منتخب کرتا ہے، ہر ایک کو رسول نہیں بنادیتا۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی پاکیزگی، طہارت، اخلاص، محبت، جوش، ہمدردی میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ ورنہ پیغام اور احکام الٰہی تو ایک مؤمن بھی پہنچاتا ہے اور اس طرح وہ بھی رسول ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کو خدا کا پیغام بذریعہ وحی ملتا ہے۔ یعنی جو کلام اس پر نازل ہوتا ہے وہ فرشتہ لاتا ہے اور نبی اسے تمام بندوں تک پہنچاتا ہے۔ لیکن ہم جو اس کا کلام بندوں تک پہنچاتے ہیں وہ ہمیں فرشتہ کے واسطہ سے نہیں ملتا بلکہ ایک ایسے انسان کی وساطت سے ملتا ہے جسے خدا تعالیٰ رسالت کے لئے منتخب کرتا ہے مگر پیغام دونوں ایک ہی پہنچاتے ہیں۔ فرق اگر ہے تو درجہ کا ہے جس کی وجہ سے ہمارے منتخب کئے جانے سے پہلے خدا تعالیٰ نے اس کو ہم میں سے چن لیا ہوتا ہے۔ اگر ہمارا اخلاص، ہماری محبت، ہماری خلق اللہ سے ہمدردی زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی تو خدا تعالیٰ ہمیں براہ راست رسالت کے لئے منتخب کرتا۔ دوسرا فرق جو اس کے اور ہمارے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ مرتبہ اور مقام کی وجہ سے سب کچھ براہ راست مشاہدہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے جس طرح اس کے اندر ایمان کی لہر اور اخلاص و محبت کا جوش پیدا ہو سکتا ہے ہمارے دلوں میں وہ ایمانی لہر اور وہ جوشِ اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔ پس ہر ایک وہ شخص جو امت محمدیہ میں سے خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے کلام کو دنیا تک پہنچاتا ہے وہ ایک رنگ میں رسول ہی ہے۔ اس لئے اس کے واسطے ضروری ہے کہ وہ بھی ظلّی طور پر رسول کریم ﷺ کا علم، معرفت، اخلاص اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ خلق اپنے اندر پیدا کرے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی جوہر کو اپنے اندر کامل طور پر پیدا کیا جس کی وجہ سے اس زمانہ میں وہی رسالت کے لئے منتخب کئے گئے اور پھر ان کے واسطہ سے ہم بھی پیغام الٰہی کے پہنچانے والے بنے۔ پس جو لوگ نائب رسول ہو کر رسول بنتے ہیں جب تک وہ بھی خدا تعالیٰ کی محبت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کامل

طور پر اپنے اندر پیدا نہیں کرتے اور جب تک یہ جوش یہ عزم ان کے اندر پیدا نہیں ہوتا کہ ہم نے خود بھی خدا کو پانا ہے اور دوسری مخلوق کو بھی جو اس کے صحیح راستہ سے بھکی پھرتی ہے اس تک پہنچانا ہے اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک یہ روح ہم میں پیدا نہ ہو تبلیغ کا پورا حق ادا نہیں ہو سکتا اور جب ایسی روح انسان کے اندر پیدا ہو جائے۔ تو پھر اس کے کلام میں بھی ایسا اثر پیدا ہو جاتا ہے کہ مخالفین کی مخالفت اس کی راہ میں اور اس کے مقصد میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔

## خدائی تیر اور اس کی کیفیت

وہ ایک خدائی تیر ہوتا ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا بلکہ دلوں کے اندر گھس جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے چلائے ہوئے تیر کبھی خطا نہیں جاتے۔ دیکھو موت بھی خدا کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ "اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِھَامُھَا۔"[۱] یہی وجہ ہے کہ جس وقت موت آتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ بدر کی جنگ میں بھی خدا نے اپنا تیر چلایا تھا جبکہ صحابہ کی مٹھی بھر جماعت نے کفار کے بڑے لشکر کو سخت ہزیمت دے دی تھی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ریت کی مُٹھی پھینکی تھی جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ تُو نے نہیں پھینکی بلکہ ہم نے پھینکی ہے۔[۲] پھر خدا کے پھینکنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مٹی پھینکی اور ادھر زور سے آندھی چلی جس سے ریت اور کنکر اُڑ اُڑ کر کفار کی آنکھوں میں پڑنے شروع ہو گئے کیونکہ جدھر سے آندھی آئی کفار کا اس طرف منہ تھا اور صحابہ کی اس طرف پشت تھی پھر ہوا کا رُخ مطابق ہونے کی وجہ سے صحابہ کا نشانہ بھی خوب لگتا تھا اور ان کے تیروں میں زیادہ تیزی اور طاقت بھی پیدا ہو گئی۔ اس کے مقابلہ میں کفار کا مخالف ہوا کی وجہ سے نشانہ خطا جاتا تھا کیونکہ آندھی نے ان کی آنکھوں کو اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ وہ نشانہ لگا سکتے نتیجہ یہ ہوا کہ تین سو بے ساز و سامان مسلمانوں نے ایک ہزار باساز و سامان کفار کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

## مقناطیسی اثر پیدا کرو

پس اگر آپ اپنے قلوب کی اصلاح کریں، اپنے اندر جوش و اخلاص پیدا کریں تو یہ ناممکن ہے کہ تمہارے کلام میں وہ طاقت اور وہ تاثیر خدا تعالیٰ پیدا نہ کرے جو دلوں کو مسخر کرنے والی ہوتی ہے۔ اس وقت تمہارا بیان اور تمہارا کلام ایک مقناطیسی اثر پیدا کرلے گا جس سے سخت سے سخت دل بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ پس اگر سچے جوش اور اخلاص کے ساتھ آپ لوگ کھڑے ہوں، اگر درد مند دل لے

کر آپ کام کریں، اگر آپ کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ ہم اور ہمارے بھائی خدا تعالیٰ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچ جائیں تو دوسرے لوگوں کے دل ایسے پتھر کے دل نہیں ہیں کہ وہ تمہاری سچی ہمدردی اور خیر خواہی کی باتوں سے خود بخود کھنچے نہ چلے آئیں۔ اور جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے اسی طرح اگر آپ اپنے قلوب کو پاکیزہ بنائیں تو کعبہ کی طرح لوگ تمہارے گرد جمع ہو جائیں گے۔

اس کے بعد میں بعض اور باتیں جو میں نے پہلے سنی ہیں یا جن کا اب مولوی جلال الدین صاحب کے لیکچر سے مجھے علم ہؤا ہے ان کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔

## کیا آریہ، عیسائی احمدیوں سے بہتر ہیں

مجھے یہ سن کر سخت حیرت ہوئی کہ غیر احمدیوں کے جلسہ میں ایک مولوی صاحب نے یہ کہا ہے کہ عیسائیوں سے، یہودیوں سے، آریوں سے، سکھوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے مگر احمدیوں کے ساتھ ہم کسی طرح صلح نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کافر اور مرتد ہیں۔ آریہ، سکھ، یہودی اور عیسائی ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ یہ آواز جس وقت میرے کان میں پڑی، مجھے سخت حیرت ہوئی اور یہ کلمہ سن کر میں نے اپنے دل میں اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے آمادگی نہ پائی کیونکہ میری سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ ایک شخص جو رسول اللہ ﷺ کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ظالم، قاتل، ڈاکو، شہوت پرست وغیرہ بُرے سے بُرے الفاظ سے یاد کرتا ہے اسے ایک مولوی اس شخص سے بہتر کس طرح کہہ سکتا ہے جو رسول کریم ﷺ کے دین کا سچا خادم ہو، آپ کا کلمہ پڑھنے والا ہو، آپ کی محبت میں ایسا گداز ہو کہ آپ سے بڑھ کر کسی چیز سے اس کو اُنس اور پیار نہ ہو اور آنحضرت ﷺ کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہو۔ میرے خیال میں وہی شخص یہ کہہ سکتا ہے جس کا دل بالکل سیاہ ہو چکا ہو جو سخت تاریکی اور ظلمت میں پڑ گیا ہو۔ جس کے دماغ پر اندھیرا چھا گیا ہو۔ کیونکہ جس کے دل میں ایک ذرہ بھی آنحضرت ﷺ کی محبت ہو اور اپنے سر میں وہ صحیح دماغ رکھتا ہو وہ کبھی ایک ایسے شخص کو جو اسلام کا دشمن اور بانی اسلام کا دشمن ہے اور جو ہر بُرے سے بُرا کلمہ آنحضرت ﷺ کی شان میں کہنے سے دریغ نہیں کرتا اسے ایک آن کے لئے بھی ایک ایسے شخص پر فوقیت نہیں دے سکتا جو رسول کریم کا عاشق اور آپ کی محبت میں گداز اور آپ کے دین کی جان اور مال سے خدمت کرنے والا ہو۔ غرض مجھے یہی خیال آیا کہ ایک مولوی کے منہ سے ایسا کلمہ نہیں نکل سکتا۔ اور ہمارے مقابلہ میں وہ آریوں عیسائیوں کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ بے شک ان کو ہم سے اختلاف ہے اور وہ ہم سے دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں۔

## احمدیوں کے عقائد اور آریوں، عیسائیوں کے عقائد

مگر اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی اتباع اور آپ کی غلامی سے آپ کی امت کا ایک فرد نبی بھی ہو سکتا ہے۔ گویا انہیں اگر ہمارا کوئی بڑا جرم نظر آتا ہے تو وہ یہی ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی ہو سکتا ہے۔ جو باوجود نبی ہونے کے آپ کے دین کا خادم اور آپ کا غلام ہی ہو گا۔ اس بناء پر وہ ہم سے دشمنی اور عداوت رکھتے اور ہمیں کافر اور دجّال قرار دیتے ہیں۔ فرض کر لو یہ عقیدہ ایک جرم ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس جرم کا مجرم کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے متبعین کامل نبوت کے مقام کو پا سکتے ہیں اور باوجود نبی ہونے کے وہ آپ کے غلام ہی ہوں گے جو آپ کے دین کو اور قرآن کریم کے پاک علوم کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے اس جرم کے برابر یا اس سے بڑھ کر ہو سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ دجّال، کذّاب، شہوت ران، فاسق اور فاجر قرار دے۔ ان دونوں جرموں کو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والے گاؤں کے جاٹ کے سامنے بھی رکھ دیا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ دونوں میں سے بڑی بات کونسی ہے۔ تو وہ یہی کہے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اپنی غلامی میں نبوت جاری رہنے کے عقیدہ کے مقابلہ میں یہ جرم بہت ہی بڑا ہے کہ آپ کو علی الاعلان نَعُوْذُ بِاللّٰہِ دجّال، کذّاب، فاسق اور فاجر کہا جائے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی صحیح الفطرت اور صحیح الدماغ غیر احمدی ایک آن کے لئے بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہو کہ وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کے غلاموں میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں اور آپ کے دین کو چاروں طرف دنیا میں پھیلانے والے ہیں اور آپ کی محبت اور آپ کے دین کی اشاعت میں ہر ایک قسم کی قربانی نہایت فراخدلی کے ساتھ کرتے ہیں ان سے وہ ان لوگوں کو بدرجہا بہتر سمجھے جو کہ آنحضرت ﷺ کو ایک سے زیادہ بیویاں کرکے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ شہوت رانی کرنے والا، ڈاکو، زانی، فاسق، فاجر، سچے دین سے کچھ تعلق نہ رکھنے والا قرار دیتے، دنیا میں اسلام کے پھیلنے کو گمراہی کا پھیلنا خیال کرتے اور اسلام اور بانیٔ اسلام سے ہر طرح دشمنی رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہی وہ عقیدے ہیں جو آریہ اور عیسائی اسلام اور آنحضرت ﷺ کی نسبت رکھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کی امت کا انسان آپ کی غلامی میں نبوت کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

## فیصلہ مولوی صاحبان ہی کریں

دور جانے کی ضرورت نہیں۔ انہی مولوی صاحب سے دریافت کیا جائے۔ اگر ان کے اپنے بیٹے کے متعلق دونوں قسم کے عقائد میں سے ایک اختیار کرنے کا سوال ہو تو وہ اس کے لئے کونسا عقیدہ پسند کریں گے۔ کیا یہ کہ وہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ رسول اللہ کو فاسق، فاجر، ڈاکو، زانی گمراہ تسلیم کرے۔ یا یہ کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے افراد آپؐ کی غلامی میں نبوت کا مرتبہ بھی حاصل کر سکتے ہیں اور خواہ وہ کتنی بھی آپ کی اتباع میں ترقی حاصل کر جائیں پھر بھی ان کو یہی فخر ہو گا کہ وہ آپؐ کے غلام کہلائیں۔ وہ باوجود نبی ہونے کے آپؐ کے خادم ہی ہوں گے۔ پھر میں ہر ایک غیر احمدی سے دریافت کرتا ہوں۔ وہی انصاف سے بتائے کہ ان میں سے اگر کسی کو ایسا موقع پیش آئے کہ اس کے لئے صرف یہی دو راہیں ہوں تو وہ کونسی راہ اختیار کرے گا۔ کیا وہ یہ پسند کرے گا کہ آریہ یا عیسائی ہو کر رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے دین کا دشمن ہو جائے یا وہ اس عقیدے کو تسلیم کر لینا منظور کرے گا کہ آپؐ کے بعد آپ کے خادموں میں سے نبی ہو سکتا ہے۔ اور وہ نبی ہو کر بھی آپ کا خادم ہی رہے گا اور آپ کے دین کی اطاعت اور اشاعت کرے گا۔ فرض کرو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے نزدیک دونوں عقیدے دو گمراہیاں ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں سے بڑی گمراہی کونسی ہے۔ اور کونسا عقیدہ اپنے بیٹے کے لئے وہ پسند کریں گے۔ اگر تو وہ یہ اعلان کر دیں کہ میں اپنے بیٹے کے لئے یہ پسند کروں گا کہ وہ آریہ یا عیسائی ہو کر رسول اللہ ﷺ کا اور اسلام کا دشمن ہو جائے۔ وہ بے شک آپ کو تمام انسانوں سے بدتر انسان کہنا شروع کر دے مگر یہ عقیدہ نہ رکھے کہ آپ کی اتباع اور غلامی میں کوئی نبی بھی ہو سکتا ہے۔ تو میں سمجھوں گا کہ انہوں نے جو کچھ کہا دیانتداری سے کہا۔ لیکن اگر وہ ایسا اعلان نہ کریں تو پھر ان کا یہ کہنا جھوٹ یا تعصب ہو گا کہ آریوں اور عیسائیوں سے جو رسول اللہ کو جھوٹا، زانی، فاسق، فاجر خیال کرتے ہیں، ان کی صلح ہو سکتی ہے لیکن احمدیوں سے باوجود آنحضرت ﷺ سے محبت رکھنے اور آپ کے دین کی اطاعت اور اشاعت کرنے کے محض اس وجہ سے ان کی صلح نہیں ہو سکتی کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سے آپ کی اتباع سے نبی ہو سکتا ہے۔ جو نبی ہو کر بھی آپ کا خادم اور غلام ہی رہے گا۔

## غیر احمدیوں کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کے لوگ

اس کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے کہ

باوجود اس کے کہ سب سے بڑھ کر ہم سے دشمنی اور عداوت کرنے والے غیر احمدی ہی ہیں اور باوجود اس کے کہ ان کے ملکوں میں ہمارے آدمیوں کو نہایت بیدردی اور ظلم کی راہ سے قتل کیا جاتا ہے لیکن مذہب کے لحاظ سے آریوں اور عیسائیوں سے کروڑوں درجے میں غیر احمدیوں کو افضل جانتا ہوں۔

## امیر کابل اور کنگ جارج

یہ ہم کہیں گے کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لئے بہت امن اور انصاف ہے۔ مگر افغان گورنمنٹ میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے۔ لیکن جب مذہب کا سوال آئے گا تو میں امیر امان اللہ خان ؎ کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عزت کرتے ہیں، انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں۔ لیکن کنگ جارج آپ کی صداقت کے قائل نہیں۔ تو مذہباً امیر امان اللہ خان صاحب کو میں کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں باوجود اس کے کہ امیر امان اللہ خان کی حکومت میں ہمارے آدمیوں پر سخت ظلم ہوئے۔ لیکن مذہباً کنگ جارج سے ان کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے کیونکہ جس کی غلامی کا مجھے فخر حاصل ہے اور جسے یہ مولوی لوگ کافر، کذاب اور دجال کہتے ہیں اس سے میں نے یہی سیکھا ہے اور یہی اس نے تعلیم دی ہے اور میرا یہ حوصلہ اسی کی بدولت ہے کہ باوجود حکومت کابل سے اس قدر دکھ اٹھانے کے امیر امان اللہ خان کی اس قدر محبت اور عزت میرے دل میں ہے کیونکہ خواہ ان کی حکومت میں ہم سے کیسا ہی بُرا سلوک کیا گیا اور ہمیں کتنے ہی دکھ دیئے گئے مگر وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نام لیوا ہیں۔ دیکھو میرے دل میں اس شخص کی بدولت جسے یہ مولوی صاحبان نَعُوْذُ بِاللّٰہِ کافر، دجال اور کذاب مانتے ہیں یہ حوصلہ ہے کہ میں اس شخص کو جو ہم سے بڑے سے بڑا سلوک کرتا اور ہر قسم کا ظلم ہم پر روا رکھتا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لیوا ہے ان کی نسبت جن کی حکومت ہمیں امن و امان حاصل ہے اور ہم آزادی سے تبلیغ اسلام کر سکتے ہیں مذہب کے لحاظ سے اچھا سمجھتا ہوں۔ لیکن ان مولویوں کے دلوں میں جو اپنے آپ کو رسول اللہ کے تخت کا وارث اور جانشین قرار دیتے ہیں رسول اللہ کی یہ محبت ہے کہ آپ کے ایک عاشق صادق اور آپ کی دین کے ایک سچے خادم اور آپ کے نام لیوا سے آریوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بہتر جانتے ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں سے تو ان کی صلح ہو سکتی ہے جو رسول کریم ﷺ کو کاذب قرار دیتے ہیں لیکن رسول

اللہ ﷺ کے سچے عاشق اور آپ کی دین کے ایک سچے خادم سے ان کی صلح نہیں ہو سکتی۔

**اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ**

پہلے تو مجھے یہ خیال آیا کہ ایک اسلام کے مدعی اور محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دم بھرنے والے کے منہ سے ایسا کلمہ کس طرح نکل سکتا ہے اور میں اپنے دل میں اس کے تسلیم کرنے کے لئے آمادگی نہیں پاتا تھا مگر مجھے ساتھ ہی اپنے اسی پیارے کا یہ فقرہ یاد آ گیا کہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔[۴] جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ مولوی جلال الدین صاحب کو کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ مولوی مرتضٰی حسن صاحب نے ضرور ایسا کلمہ کہا ہو گا جب انہوں نے یہ کہا کہ احمدیوں سے جو کہ رسول کریم ﷺ کی جان و دل سے عزت کرنے والے، آپ سے محبت رکھنے والے اور آپ کی دین کی اشاعت میں جان اور مال قربان رنے والے ہیں ان کی صلح نہیں ہو سکتی۔ لیکن آریوں، عیسائیوں اور یہودیوں سے ہو سکتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دشمن اور آپ کے دین کو شب و روز مٹانے کے لئے کوشاں ہیں تو یہ رسول کریم ﷺ کے قول کی تصدیق کی ہے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ نے بھی یہی بات فرمائی ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں سب کفر جمع ہو جاتے ہیں۔ مولوی مرتضٰی حسن صاحب کے اس قول نے بتا دیا کہ کافر کون ہے اور مؤمن کون۔ آریہ، عیسائی، یہودی سب کافر ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارے مخالفین کا جمع ہونا بتلاتا ہے کہ وہ ان سارے کفروں میں غرق ہو رہے ہیں اور سارے احمدیت کے مقابلہ میں مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ بن رہے ہیں۔ یہ ہے ان مولویوں کا اسلام جس پر انہیں فخر ہے۔

## کیا غیر احمدی مولوی بنی آدم نہیں

دوسری بات جو مولوی جلال الدین صاحب کے لیکچر سے مجھے معلوم ہوئی۔ ہے وہ یہ ہے کہ ہماری طرف سے جو یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ۔[۵] غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا ہے کہ اس آیت میں ہم لوگ مراد نہیں بلکہ بنی آدم مراد ہیں۔ شاید وہ اپنے آپ کو بنی آدم شمار نہ کرتے ہوں مگر میں تو اپنے آپ کو بنی آدم میں سے ہی شمار کرتا ہوں۔ بے شک پہلے لوگ بھی بنی آدم تھے مگر ہم بھی آدم ہی کی اولاد ہیں اس لئے بنی آدم ہونے کی حیثیت سے ہم اس آیت سے باہر نہیں اور ہم میں بھی نبی آ سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ یہودیوں کے نقش قدم پر چل کر بنی آدم نہیں رہے بلکہ ان کی طرح قِرَدَۃً اور خنازیر بن گئے ہیں تو پھر واقعہ میں ان میں کوئی نبی نہیں آ سکتا اور اسی وجہ سے وہ اب تک نبی کی شناخت سے محروم ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے کی انہیں توفیق نہیں ملتی۔

## غیر احمدیوں کی فتح کی حقیقت

میں نے سنا ہے ایک دیوبندی مولوی صاحب نے کہا اب ہمیں فتح حاصل ہو گئی۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا وہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ان کو فتح حاصل ہو گئی اور احمدیوں کو شکست۔ کیا جو جماعت روز بروز ترقی کر رہی ہو وہ شکست خوردہ ہوتی ہے۔ انہوں نے ہزاروں کوششیں کیں، ہر طرح روکیں ڈالیں اور مخالفت کی مگر آج تک نتیجہ یہی نکلا کہ وہ روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں اور ہم ترقی کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کو جو لوگ بڑھا رہے ہیں آخر انہیں میں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ اس مسجد کے پرانے صحن میں جو بہت چھوٹا تھا ہمارا سالانہ جلسہ ہوتا تھا جس میں باہر کے لوگ شامل ہوتے تھے اور اتنا صحن بھی کافی سے زیادہ ہوتا تھا۔ مگر آج یہ حالت ہے کہ معمولی تقریبوں پر بھی اُس وقت کے سالانہ جلسہ سے زیادہ لوگ صرف یہاں کے جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کے روز یہ تمام صحن بھر جاتا ہے جو پہلے کی نسبت بہت وسیع کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں حیرت انگیز بات نہیں کہ آج وہ کہتے ہیں "قادیان فتح ہو گیا" اور یہ عنوان رکھ کر اشتہار شائع کرتے ہیں کہ "مرزائیت کا خاتمہ"۔ "مرزائیت کا جنازہ بے گورو کفن" گویا ان کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہونے کی دیر تھی کہ احمدیت کا خاتمہ ہو گیا لیکن میں پوچھتا ہوں بقول ان کے اگر مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا ہے تو پھر ان کے یہ کہنے کا کیا مطلب کہ تمام مرزائی جماعتیں مل کر تجہیز و تکفین کریں۔ وہ مرزائی جماعتیں کہاں سے آ گئیں جنہیں تجہیز و تکفین کے لئے کہا جاتا ہے۔ یہ مولوی صاحبان مرزائیت کسی الگ وجود کو تو قرار نہیں دیتے۔ احمدیوں کو ہی مرزائیت کہتے ہیں۔ پھر جب ان کے نزدیک مرزائیت یعنی احمدیوں کا خاتمہ ہو گیا تو پھر تجہیز و تکفین کے لئے کسے بلاتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ وہ بھی خوب جانتے ہیں کس کا خاتمہ ہو رہا ہے اور کس کی تجہیز و تکفین کی ضرورت ہے۔ دراصل ان کے اپنے گھروں میں ماتم پڑا ہوا ہے۔

## غیر احمدی مولویوں کی حالت

ان کی مثال تو ان چوہوں کی سی ہے جنہوں نے بلی کے مارنے کے لئے مشورہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا ہماری اتنی بڑی تعداد ہے اگر ہم جرأت سے کام لیں تو بلی کی کیا طاقت وہ ہمارا مقابلہ کر سکے۔ یہ آئے دن ہمیں مارتی رہتی ہے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس پر دس پندرہ چوہوں نے کہا۔ ہم اس کی ایک ٹانگ پکڑیں گے۔ دس پندرہ نے کہا ہم دوسری ٹانگ پکڑ لیں گے۔ غرض اس طرح سب نے بلی کے تمام اعضاء تقسیم کر لئے اور بہت خوش ہو رہے تھے کہ اب ہمارے غلبہ پا لینے میں کیا

شک ہو سکتا ہے۔ ایک بوڑھا چوہا خاموش بیٹھا ان کی باتیں سنتا رہا۔ جب وہ سب اپنی اپنی باتیں کہہ چکے تب اس نے کہا کہ اور تو سب کچھ تم نے بانٹ لیا لیکن یہ بتاؤ بلی کی میاؤں کون پکڑے گا۔ اتنے میں بلی نے میاؤں کی اور سب بھاگ کر بلوں میں گھس گئے۔ اسی طرح ان مولویوں نے بھی مرزائیت کا خاتمہ سمجھ لیا اور اس کا جنازہ نکال بیٹھے ہیں۔

## احمدیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا

ان کو یہ خبر نہیں کہ یہ جنازہ ان کو بہت مہنگا پڑے گا۔ مرزائیت کے خاتمہ کے تو یہ معنے ہیں کہ کوئی ایک احمدی بھی نہ رہے اور تمام مرزائی جماعتیں دنیا سے مٹ جائیں۔ مگر کیا ان کے خیال کر لینے اور اشتہار دے دینے سے ایسا ہو سکتا ہے۔ احمدیت کو وہ مُردہ نہ خیال کریں بلکہ زندہ سمجھیں۔ اور اگر وہ مُردہ بھی خیال کریں تو مثل مشہور ہے ہاتھی زندہ لاکھ کا مُردہ سوا لاکھ کا۔ یہ اچھا مرزائیت کا جنازہ ہے کہ روز بروز اس جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔ اور جو زندہ کہلاتے ہیں وہ مٹ رہے ہیں۔ میرے خیال میں دل میں تو وہ بھی دعائیں کرتے ہوں گے کہ ایسا جنازہ ان کا بھی نکلے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ عجیب مُردے ہیں جو ہم زندوں کو کھینچ کھینچ کر اپنے اندر شامل کرتے جاتے ہیں۔ تعجب ہے اس قوم پر کیسی بچوں کی سی ان کی حرکتیں ہیں۔ بھلا وہ قوم جس کا ایک ایک فرد ان کے سَو سَو مولویوں پر بھاری ہے۔ اور وہ اس کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں رکھتے اس کو بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ مُردہ ہے اور اس کا جنازہ نکل گیا ہے۔

## رسول کریم کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات

مسئلہ نبوت کے متعلق میں نے سنا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم کو خدا نے وفات ہی اسی لئے دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تھا مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ خود بخود پیدا ہو گیا تھا کہ خدا نے اسے اس لئے وفات دے دی کہ وہ نبی نہ بن جائے۔ جب وہ خود بخود پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ خدا نے پیدا کیا تھا تو اسے پیدا ہی کیوں کیا کہ پھر نبی بن جانے کے ڈر سے وفات دے دی۔ ہاں اگر نَعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ پر بھی غفلت کا کوئی وقت آ سکتا ہے تو یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اسی غفلت میں اس نے ابراہیم کو پیدا کیا ہو گا اور بعد میں جب معلوم ہوا کہ وہ زندہ رہا تو نبی بن جائے گا اور ختم نبوت ٹوٹ جائے گی تو پھر اس کو وفات دے دی لیکن اگر خدا تعالیٰ پر غفلت کا وقت نہیں آتا تو پھر کون بے وقوف ہے جو یہ کہے کہ خدا نے پہلے اس کو پیدا کیا اور پھر اس لئے مار دیا کہ کہیں وہ نبی نہ بن جائے۔

## غیر احمدی مولویوں کے فتویٰ کی زد رسول کریم تک

پھر ایک اور اشتہار انہوں نے شائع کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب نے نبی بن کر ہم کو نئی بات کیا بتلائی ہے کہ ہم انہیں مانیں۔ لیکن جس وقت وہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اس وقت ان کو یہ خیال کیوں پیدا نہیں ہوتا کہ جب حضرت مرزا صاحب نے کوئی نئی بات نہیں بتائی تو پھر فتویٰ کس بات پر لگاتے ہیں۔ اگر ہم پر وہ کفر کا فتویٰ اس لئے لگاتے ہیں کہ جو معنیٰ وہ خاتم النبیّٖن کے کرتے ہیں وہ ہم نہیں کرتے تو ان کو چاہئے پہلے وہ حضرت عائشہؓ پر کفر کا فتویٰ لگائیں۔ پھر حضرت مغیرہؓ پر جو کہتے تھے میرے بچوں کو خاتم النبیّٖن کی تاء کی زیر کے ساتھ قراءت یاد نہ کراؤ۔ پھر اس پر بھی بس نہیں ہوگی بلکہ یہ فتویٰ تو اس سے بھی اوپر جائے گا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ پر بھی ان کو فتویٰ لگانا پڑے گا۔ کیونکہ جب آپ کو یہ معلوم تھا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔

## ایک شیعہ کا قصہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شیعہ کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک عمر رسیدہ شیعہ سخت بیمار ہوگیا۔ جب اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو بیٹوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی ایسا نکتہ بتا جائیں جس سے ہمارا ایمان کامل ہو جائے۔ کہنے لگا صبر کرو، ابھی میں اچھا ہوں۔ جب حالت زیادہ نازک ہوگئی تو بیٹوں نے پھر یاد دہانی کرائی تب اس نے کہا۔ نہایت ہی راز کی بات آج میں تم پر ظاہر کرتا ہوں اور وہ یہ کہ کچھ کچھ بُغض تم امام حسن سے بھی رکھنا کہ وہ خلافت سے کیوں دست بردار ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر بیٹوں نے درخواست کی کوئی اور بات۔ کہنے لگا کچھ کچھ بُغض امام حسین سے بھی رکھنا کہ انہوں نے مدینہ کیوں چھوڑا۔ کچھ دیر کے بعد پھر بیٹوں نے درخواست کی کوئی اور نکتہ آپ بتائیں۔ کہنے لگا اتنا ہی کافی ہے جو میں نے بتا دیا۔ لیکن جب بیٹوں نے اصرار کیا تو کہنے لگا اچھا تھوڑا بُغض حضرت علیؓ سے بھی رکھنا کہ وہ شروع میں ہی بزدلی نہ دکھاتے تو خلافت دوسروں کے ہاتھ میں کیوں جاتی۔ اس کے بعد بیٹوں نے پھر اصرار کیا کہ کوئی اور بات بھی بتائیں۔ تو اس نے کہا اچھا تھوڑا بُغض رسول کریم ﷺ سے بھی رکھنا کہ انہوں نے جرأت کر کے اپنے سامنے ہی کیوں نہ حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کروا دی۔ اس کے بعد بیٹوں نے پھر اصرار کیا تو کہا۔ اچھا کچھ بُغض جبرائیل سے بھی رکھنا کہ اس کو تو وحی حضرت علی کے لئے دی گئی تھی وہ بھول کر رسول کریم کی طرف کیوں چلا گیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اس پر کسی جلے ہوئے سنی نے کہہ دیا اگر وہ تھوڑی دیر زندہ رہتا تو

یہ بھی کہہ دیتا تھوڑا سا بُغض خدا سے رکھنا کہ جبرائیل کو بھیجنے میں اس نے دھوکا کھایا۔ معلوم ہوتا ہے کسی سنی نے یہ قصہ بنایا ہے جس میں اس نے یہ دکھایا ہے کہ اگر شیعوں کے عقیدوں کو تسلیم کیا جائے تو پھر سب سے بُغض رکھنا پڑتا ہے۔ یہی حال غیر احمدیوں کے عقیدہ کا ہے۔

## کیا ہمارے خلاف ایمانداری سے فتویٰ لگاتے ہیں

اگر ہم ان کے عقیدہ کے خلاف خاتم النبیّن کے معنے کرنے سے کافر ہو سکتے ہیں تو پھر ان کا فتویٰ حضرت عائشہؓ پر، دیگر صحابہ اور علماء امت پر حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی لگے گا۔ اگر وہ ایمانداری سے ہم پر فتویٰ لگاتے ہیں تو پھر ان کو چاہئے کہ اس کی پوری پابندی کریں اور پہلے فتویٰ رسول اللہ ﷺ پر لگائیں۔ ان سے تو وہ طالب علم بڑھ کر نکلا جس نے کہہ دیا تھا کہ محمد رسول اللہ نے نماز میں حرکت ثقیل کی اس لئے ان کی نماز ٹوٹ گئی۔ میں کہتا ہوں اگر وہ اپنے فتویٰ کو سچائی پر مبنی سمجھتے ہیں تو پھر ان کو چاہئے کہ وہ حضرت عائشہؓ، حضرت مغیرہؓ، دیگر آئمہ اور خود آنحضرت ﷺ پر یہی فتویٰ کیوں نہیں لگاتے کہ وہ بھی خاتم النبیّن کے ان معنوں کے قائل نہیں تھے جو معنے کہ یہ لوگ کرتے ہیں۔

## نبوت وہبی ہے یا کسبی

صاحبزادہ ابراہیم کے متعلق جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا۔[1] کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ میں اس کے متعلق ایک اور بات بھی بتلاتا ہوں جو غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کے لئے مفید ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے ہم کہتے ہیں اگر نبوت محض وہبی ہے تو ابراہیم کو زندہ رکھنے میں کیا حرج تھا۔ اس پر موہبت نہ کی جاتی اور وہ نبی نہ بنتے۔ مگر رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے ظاہر ہے اگر وہ زندہ رہتے تو اس زمانہ اور عرصہ میں وہ تقویٰ اور طہارت کے اس مقام پر پہنچ جاتے جو نبوت کی موہبت کا جاذب ہوتا ہے۔ پس بے شک نبوت موہبت ہے لیکن اس کے لئے کسب شرط ہے جس کے نتیجے میں موہبت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کسب نہ کرے اور نبوت مل جائے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ فاسقوں اور فاجروں کو بھی نبوت مل سکتی ہے۔ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے ایسے لوگ جن کی پاکیزہ زندگیاں نہیں ان کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اور انبیاء کی پاکیزہ زندگیوں کو کیوں ان کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہب سے پہلے کسب کا ہونا ضروری ہے۔ پس صاحبزادہ ابراہیم کی فطرت بھی ایسی صحیح تھی کہ اگر وہ

زندہ رہتا تو ایسا تقویٰ اور طہارت پیدا کرتا کہ خدا کا وہب اس پر ضرور ہوتا۔

## خاتم کا مفہوم

اسی طرح خاتم النّبیّن میں خاتم کے معنے مُہر کے ہیں۔ اور مُہر تصدیق کے لئے ثبت کی جاتی ہے۔ جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ مُہر ثبت کرنے والا اقرار کرتا ہے کہ یہ میری طرف سے ہے۔ اسی غرض کے لئے پہلے بادشاہ رکھتے تھے اور اپنے احکامات پر تصدیق کے لئے ثبت کیا کرتے تھے اور چونکہ ان میں یہ رواج تھا کہ وہ کوئی کاغذ بغیر مُہر کے لیتے دیتے نہیں تھے اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی جب بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے تو آپ نے ان پر ثبت کرنے کے لئے مُہر بنوائی۔ تو مُہر ہمیشہ کلام کی تصدیق کے لئے ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے خاتم النّبیّن کے یہ معنے ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کی تعلیم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ گویا جس تعلیم کی آپ تصدیق کریں گے وہ صحیح ہو گی اور جس پر آپ کی تصدیق نہ ہو گی وہ صحیح نہ ہو گی۔ اسی لئے قرآن کریم میں آیا ہے۔ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ [۷] کہ قرآن کریم ان انبیاء کی تعلیم کا محافظ ہے اور وہ سب تعلیمیں اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے ذریعے ان کی تمام صداقتیں محفوظ کر لی گئی ہیں۔ اب قرآن کا جو بیان ہے وہ صحیح ہے۔ اگر تورات یا انجیل میں اس کے خلاف پایا جاتا ہے تو ان کا بیان صحیح نہیں سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے متعلق جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اگر وہ کچھ بیان کریں تو تم سنو تو سہی لیکن لَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ [۸] نہ اس بیان میں ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔ گویا جب آپ نے ان کے تمام صحیح بیان محفوظ کر لئے ہیں تو جو باتیں آپ نے بیان نہیں کیں خواہ اس لئے کہ آئندہ ان کی کوئی ضرورت نہیں اور خواہ اس لئے کہ وہ صحیح نہیں ہمیں ان کی تصدیق یا تکذیب کی ضرورت نہیں۔ پس جن باتوں کو قرآن کریم نے غلط قرار دیا ہے ان کو غلط سمجھو اور جن کو صحیح قرار دیا ہے ان کو صحیح سمجھو اور جن سے خاموشی اختیار کی ہے تمہیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہئے تصدیق یا تکذیب کی کوئی ضرورت نہیں۔

## دیوبندیوں کا چیلنج منظور

غیر احمدی مولویوں نے اپنے جلسہ میں یہ بیان کیا ہے کہ اگر مسیح موعود کے دولت لٹانے سے مراد معارف اور حقائق بیان کرنا ہے تو بھی ہم سے بڑھ کر مرزا صاحب نے قرآن کے معارف بیان نہیں کئے اور انہوں نے اشتہار شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کے معارف قرآنیہ، نئے علم کلام، جدید لاثانی دلائل، نئے انوکھے

اچھوتے مسائل کی دھوم تھی۔ غُل تھا۔ مگر جب پوچھا گیا کہ وہ معارف کیا ہیں...... تو جواب ندارد"۔

پھر حضرت مسیح موعود کے بیان کردہ معارف کے متعلق لکھا ہے:۔

"کم سے کم کس قدر معارف قرآنیہ ہونے چاہئیں، کتنے دلائل اور علوم مختفہ ہوں جن سے انسان مسیح موعود مہدی مسعود ہو سکے ان کی صرف فہرست بتا دو۔ تو پھر خدا چاہے یہ ہم بتلا دیں گے کہ یہ معارف بالکل مسروقہ ہیں"۔

اگر وہ لوگ اپنی اس بات پر مضبوط اور قائم ہیں اور اس کو صداقت کا معیار قرار دینے کے لئے تیار ہیں تو اس بات کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں سے وہ حقائق اور معارف پیش کروں جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے اور نہ پہلی کتابوں میں قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کئے گئے ہیں۔ کہہ دینے کو تو انہوں نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب نے کوئی معارف بیان نہیں کئے اور جو کئے ہیں وہ سرقہ ہیں۔ پچھلی کتابوں میں موجود ہیں لیکن اگر اس بات پر ثابت قدم رہیں اور اس کو سچائی کا معیار سمجھیں تو اس کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی کُتب سے ایسے قرآنی حقائق اور معارف پیش کروں جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے اور نہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کسی نے لکھے ہیں۔

## دیوبندیوں کو چیلنج

مگر مولوی صاحبان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم میں وہ معارف ہیں جو پہلی کتب میں نہیں ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے پرکھنے سے پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا چاہئے۔ اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دُگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دُگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں طریق فیصلہ یہ ہو گا کہ مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھ کر شائع کر دیں اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا جس کے لئے مجھے چھ ماہ کی مدت ملے گی۔ اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کُتب میں پائی جاتی ہیں ان کو میں پیش کروں گا۔ اگر ثالث فیصلہ دیں کہ وہ

باتیں واقع میں پہلی کُتب میں پائی جاتی ہیں تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائے گا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں جو پہلی کُتب میں نہیں پائے جاتے۔ اس کے بعد میں چھ ماہ کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعودؑ کی کُتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر لکھوں گا جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے۔ اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ کی مدت دی جائے گی کہ وہ اس پر جرح کرلیں اور جس قدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کریں اس کو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے لئے گئے ہوں گے اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں گے ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دُگنے ہیں یا نہیں جو انہوں نے قرآن کریم سے ماخوذ کئے ہوں اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دُگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں تو مولوی صاحبان جو چاہیں کہیں۔ لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں یا شکست کھائیں تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ منجانب اللہ تھا۔ یہ ضروری ہو گا کہ ہر فریق اپنی کتاب کی اشاعت کے معاً بعد اپنی کتاب دوسرے فریق کو رجسٹری کے ذریعہ سے بھیج دے۔ مولوی صاحبان کو مَیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ دُگنی چوگنی قیمت کا وی پی میرے نام کردیں۔

اگر مولوی صاحبان اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں اور اس سے گریز کریں تو دوسرا طریق یہ ہے کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ خادم ہوں میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کرلیں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں جو پہلی کُتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کروں گا اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنّف نے نہ لکھے ہوں گے اور پھر دنیا خود دیکھ لے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے۔

## غیر احمدیوں کے معارف کا نمونہ

ہاں اس قسم کے معارف نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں اور نہ میں بیان کر سکتا ہوں جس قسم کے یہ بیان کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے حضرت نبی کریم ﷺ کے معجزات بیان کرتے ہوئے کہا کہ معراج کے لئے جب آپ کے پاس گھوڑا لایا گیا تو اس نے شوخی کی جس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں۔ مثلاً ایک تو یہ کہ شاہسوار شوخ گھوڑے کو بہت پسند کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ گھوڑا ڈر گیا کہ معلوم نہیں میں نبوت کا بوجھ اٹھا سکتا ہوں یا نہیں۔ پھر ایک نکتہ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جس وقت گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو اس کا پیشاب پاخانہ بند ہو جاتا تھا۔ انبیاء کے معجزات اور برکات میں اگر یہ بات بھی داخل ہے کہ جس گھوڑے پر نبی سوار ہو اس کا پیشاب پاخانہ بند ہو جائے تو تمام گھوڑے نبی کی بعثت کا حال سن کر یہی دعا کرتے ہوں گے کہ خدایا! اس نبی کا گذر اس طرف نہ ہو ورنہ ہم میں سے کسی کی شامت آجائے گی۔

اسی طرح یہ کہا جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا پاخانہ زمین نگل لیتی تھی۔ بھلا کوئی پوچھے اس قسم کی باتوں کو کون دیکھنے والا تھا۔ اسی طرح ایک شخص نے شاید سید عبدالقادر جیلانیؒ کا یہ معجزہ بیان کیا تھا کہ ان کے سامنے بُھنا ہوا مرغ لایا گیا۔ کھانے کے بعد اس کی ہڈیاں جمع کر کے انہوں نے زندہ کر دیا اور وہ کڑ کڑاتا ہوا اُڑ گیا۔

## ہندوؤں کے قصے

اگر مولوی صاحبان اس قسم کے معجزات اور نشانات کا ہم سے مطالبہ کرتے ہیں اور اس قسم کے معارف اور حقائق ہم سے سننا چاہتے ہیں تو ان کے لئے قرآن و حدیث کی کوئی ضرورت نہیں اس قسم کے معجزات کی بلکہ ان سے کہیں بڑھ کر جن کا ان مولوی صاحبان کو شاید کبھی وہم بھی پیدا نہ ہوا ہو ہندوؤں کی کتابوں میں اسقدر بھرمار ہے کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کو ان سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ مثلاً ہندو کہتے ہیں ان کا ایک رشی تھا جس کی کسی عورت پر نظر پڑ گئی اور اسے انزال ہو گیا۔ اس نے وہ کپڑا ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد گڑھے میں سے رونے کی آواز آنے لگ گئی۔ دیکھا تو بیچ میں بچہ رو رہا تھا۔ اسی قسم کے قصے نسلاً بعد نسلٍ ہندوؤں کو بنانے کی اتنی مشق ہے کہ مسلمان اگر ان سے مقابلہ کریں تو ان کو پیٹھ دکھانے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا۔

پھر وہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ نیل کنٹھ کو جو چھوٹا سا پرندہ ہے بھوک لگی تو وہ اپنی ماں کے پاس

گیا کہ مجھے سخت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دو۔ ماں نے کہا میرے پاس تو کچھ نہیں باہر جا کر کھا آؤ مگر برہمن کو نہ کھانا۔ جب وہ باہر آیا تو اس نے ایک بڑی برات دیکھی۔ ان میں ایک برہمن تھا۔ جسے چونچ سے پکڑ کر اس نے درخت پر بٹھا دیا اور منہ کھول کر سب برات کو نگل گیا۔ پھر اسے پیاس لگی تو ایک ندی پر گیا اور اتنا پانی پیا کہ ندی خشک کر دی۔ چنانچہ اب تک ایک ندی کے متعلق کہتے ہیں کہ نیل کنٹھ نے خشک کی تھی۔ اس کے بعد وہ ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا اب مجھے ذرا تسکین ہوئی ورنہ میں تو بھوک کے مارے مرا جاتا تھا۔ اب مسلمان جو قصے بناتے ہیں ہندوؤں کی طرح پرانے مشاق نہیں۔ قصوں کے ذریعہ ہندوؤں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا اس قسم کے معجزات سے وہ لوگوں کو اسلام کے حلقہ میں لا سکتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس قسم کے جھوٹے معجزات کی تردید اور ان کا استیصال کرنے آئے تھے۔ اگر کوئی اس قسم کے معجزات آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ اسلام پر نہایت ناپاک دھبہ لگاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے نادان دوستوں سے اسلام کو محفوظ رکھے۔ جو اس کو دوستی کے رنگ میں بدنام کرتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے قصے سن کر بجائے اس کے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عزت اور عظمت پیدا ہو وہ اسلام پر ہنستے ہیں۔

## کیا مخالفین مقابلہ میں آئیں گے

ہاں اگر حقائق اور معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر ان میں ہمت و جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں۔

(اخبار الفضل ۱۴، ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

---

۱ السبع المعلقات۔ القصیدۃ الرابعۃ صفحہ ۵۲ مطبوعہ دہلی

۲ "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (الانفال: ۱۸)

۳ "امیر امان اللہ خان (۱۸۹۲ء۔ ۱۹۶۰ء) امیر حبیب اللہ خان شاہ افغانستان کا تیسرا بیٹا جو ۱۹۱۹ء میں اپنے باپ کے قتل کے بعد افغانستان کا حکمران بنا۔ ۱۹۲۶ء میں اس نے امیر کی بجائے

"شاہ" کا لقب اختیار کیا۔ اس کے خلاف شورش ہوئی تو یہ کابل سے قندھار چلا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں اٹلی روما چلا گیا اور وہیں وفات پائی۔ محمد ظاہر شاہ (ابن نادر شاہ) کے دور حکومت میں اس کی میت روم سے کابل لائی گئی"۔ (اردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد اول صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء)

۴

۵ الاعراف: ۳۶

۶ کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۹ روایت ۳۲۲۰۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۴ء

۷ المائدۃ: ۴۹

۸ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۴۷ زیر آیت و لا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن ..... مطبوعہ بیروت۔